اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا ○ (الشمس:8)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

دنیا امتحان گاہ ہے:۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بنایا۔اس کے اندر خیر کا مادہ بھی رکھ دیا اور شر کا مادہ بھی رکھ دیا۔شیطان بہکانے والا بن گیا جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام خیر کے راستے پر بلانے والے بن گئے۔اسی کو کہا گیا ہے کہ دنیا امتحان گاہ ہے۔یہ سیر گاہ نہیں، تماشا گاہ نہیں، امتحان گاہ ہے۔یہ اور بات ہے کہ ہم نے اسے چراگاہ بنا لیا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً (الملك:2)

موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ (دیکھیں) تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے اور فرمایا کہ جب ہم نے انسان کو پیدا کیا۔فَاَلْھَمَھَا فُجُوْرَھَا وَتَقْوٰھَا (الشمس:8) ہم نے انسان کے اندر خیر کا مادہ بھی رکھ دیا اور شر کا مادہ بھی رکھ دیا۔شیطان شر کی طرف بلا رہا ہے اور رحمان خیر کی طرف بلا رہا ہے۔دیکھنا یہ ہے کہ انسان کس راستے پر چلتا ہے۔اگر انسان خیر کے راستے پر چلے گا تو واقعی کامیاب ہوگا اور اگر شیطان کے راستے پر چلے گا تو واقعی ناکام ہوگا۔

کلمہ اور غیر مسلم کا واقعہ:۔

بیرون ملک ایک آدمی کہنے لگا کہ اگر کوئی صرف کلمہ پڑھ لے کیا وہ جنت میں جائے گا؟ فقیر نے کہا کہ ہاں انشاءاللہ جنت میں جائے گا۔گناہ گار ہوگا تو اس کو سزا ملے گی بالآخر جنت میں جائے گا۔اس نے کہا

ایک آدمی اگر کلمہ نہ پڑھے، فقیر نے کہا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ کہنے لگا اگر کلمہ نہ پڑھے اور بڑا نیک ہو مثلاً اس نے روشنی ایجاد کی، بلب کا موجد بنا، مہمان خانے بنوائے، اچھے کام کئے پھر بھی وہ انسان جنت میں نہیں جائے گا۔ فقیر نے کہا پھر بھی نہیں جائے گا۔ اس نے کہا دیکھیں یہ کتنی نا انصافی ہے، کیا اسلام میں عدل نہیں ہے؟ فقیر نے کہا کیوں؟ کہنے لگا ایک آدمی گناہ گار ہے کلمہ پڑھ لیتا ہے اس کو جنت میں بھیج رہے ہیں لیکن ایک آدمی سارے اچھے کام کرتا ہے صرف کلمہ نہیں پڑھتا تو اسے جہنم میں بھیج رہے ہیں۔ فقیر نے کہا کہ ہاں بھئی اصول تو یہی ہے کہنے لگا کہ یہ اصول فطرت کے خلاف ہے۔ فقیر نے کہا دیکھو بھئی ہم آجکل جو ریاضی پڑھتے ہیں، جس پر ہماری سائنس کی بنیاد ہے، جس پر ہم کہتے ہیں کہ فطرت کے قوانین لاگو ہیں، اسی کی مثال دی جاتی ہے۔ فرض کریں کوئی آدمی اگر ایک کا عدد لکھ دیتا ہے اور پھر اس کے دائیں طرف زیرو، زیرو، زیرو، لکھتا چلا جاتا ہے تو ہر زیرو جو لگتی چلی جائے گی تو وہ اس کی Value کو بڑھاتی چلی جائے گی، جتنے زیرو لگاتا جائے گا Value بڑھتی چلی جائے گی۔ اگر یہ آدمی ایک لگانا تو بھول گیا یا نہیں لگاتا اور صرف زیرو، زیرو، لگاتا چلا جاتا ہے اور وہ کہتا ہے دیکھو جی میں نے تو دس ارب زیرو لکھ دیئے اس کی Value تو زیرو ہی ہے۔ کہا جائے گا کہ ان تمام زیروز کی Value تو اس ایک کی وجہ سے ہونی تھی جب آپ نے ایک ہی نہ لکھا تو اب چاہے جتنی مرضی زیرو لکھتے رہو اس کی کوئی Value نہیں۔ اسی طرح جو ایک اللہ کو نہیں مانتا تو پھر اس کے کاموں کی Value بھی زیرو ہوتی ہے۔ جب تک کہ ایک اللہ وحدہ لاشریک کو نہ مانے۔ وہ کہنے لگا کہ بات تو آپ نے ٹھیک کی۔ مجھے بات سمجھ آگئی۔ فقیر نے کہا کہ اچھا اب ایک دوسری مثال سمجھیں کہ جو انسان کلمہ پڑھ لیتا ہے تو وہ گویا اللہ رب العزت کے خالق کائنات، مالک کائنات اور وحدہ لاشریک ہونے کا اقرار کر رہا ہوتا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ وہ کسی ملک کے اندر رہے اور بادشاہ کی بادشاہت کو تسلیم کرلے مگر گناہ گار ہو تو

بادشاہ تھوڑی بہت تو سزائیں دیتا رہتا ہے یا اس کو تنبیہہ کرتا رہتا ہے مگر اسے اپنا شہری بننے کا موقعہ دیتا ہے۔ایک آدمی بادشاہ کا غدار ہو اور کہے کہ میں بادشاہ کو تسلیم ہی نہیں کرتا۔ وہ تو اسے پھر کبھی بھی اپنے ملک میں رہنے کی اجازت نہیں دے گا، کہے گا کہ اس آدمی کا تو فوراً اسر قلم کر دینا چاہیے۔ بات ایسی ہی ہے کہ اللہ رب العزت نے ہم لوگوں کو کلمہ کی نعمت عطا کی ہے اللہ تعالیٰ کا تصور بڑی نعمت ہے۔

یورپی لوگوں کے پاگل ہونے کی وجہ:

یورپ میں اگر کسی کا کاروبار ٹھپ ہو جاتا ہے تو کئی ایسی مثالیں بھی ہیں کہ وہ اپنا ہاتھ چبا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے ٹھیک فیصلے نہیں کئے۔ میں نے یہ نہیں کیا وہ نہیں کیا۔بس اس طرح سارے کے سارے نقصان کو اپنے سر لے لیتے ہیں۔ جب وہ بوجھ اپنے سر پر لیتے ہیں تو دماغ تو خراب ہونا ہی ہے۔آپ حیران ہوں گے کہ نیو یارک کے ایک شہر میں سو سے زیادہ پاگل خانوں کی شاخیں ہیں اور ہمارے پورے ملک میں کتنے پاگل خانے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہاں لوگوں کے پاگل ہونے کی شرح بہت کم ہے۔

پاگل ہونے کی بنیادی وجہ:

پاگل ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ زندگی میں جو پریشانی آتی ہے اسے اپنے اوپر لے لیتے ہیں۔ مثلا بیوی طلاق لے کر چلی گئی، بیوی بے وفائی کر گئی، وہ خود پاگل ہو گئے۔ کاروبار ٹھپ ہوا تو ایسا غم سر پہ سوار ہوا کہ پاگل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے فوائد:

ایک بندہ اللہ پر یقین رکھتا ہے ایمان رکھتا ہے۔ اب اس پر کتنی ہی بڑی مصیبت کیوں نہ آ جائے وہ یہی کہے گا جو اللہ کو منظور۔ جب اس نے کہا جو اللہ کو منظور تو سارا ذہنی بوجھ ختم ہو گیا۔ مثلاً ایک آدمی کے گھر کو

آگ لگ جائے، ایک آدمی کے بیوی بچے جل کر مر جائیں یا ایک آدمی کا ا یکسیڈنٹ میں سب کچھ تباہ ہو جائے اور اس کے پاس دوسرے لوگ جا کر افسوس کریں تو وہ کہے گا جو اللہ کو منظور۔ جب اس نے یہ الفاظ کہے کہ جو اللہ کو منظور تو سارے کا سارا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا لہٰذا پاگل ہونے سے بچ گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر تصور اور یقین کا فائدہ یہ ہے کہ انسان ایک متوازن زندگی گزارتا ہے۔ نفس اور شیطان سے بچنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

اچھا سوال:۔

ایک آدمی نے سوال کیا اور اس نے بڑا Critical سوال کیا۔ وہ کیمونسٹ تھا کہنے لگا کہ آپ شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟

اچھا جواب:۔

اگر ہم سوچیں تو بظاہر اسکا جواب ہمیں سمجھ میں نہیں آتا۔ ہم شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟ کیا ضرورت ہے شیطان کے ماننے کی۔ وہ کہتا تھا کہ اچھائی برائی ہم خود کرتے ہیں نام شیطان کا لگا دیتے ہیں۔ شیطان کو کیوں مانتے ہیں؟ فقیر نے اسے ایک بات سمجھائی کہ دیکھیں بھئی بالفرض میں چاند پر جاؤ اور چاند پر جا کر مجھے کہیں گلقند پڑی ہوئی نظر آ جائے۔ تو گلقند دیکھ کر میں ایک نتیجہ نکالوں گا کہ یہاں چاند کے اوپر کہیں نہ کہیں گل بھی ہے اور کہیں نہ کہیں قند بھی ہے اور وہ دونوں آپس میں ملے تو گلقند بن گئی۔ گلقند کا وجود گل کے وجود اور قند کے وجود کے اوپر ایک دلیل ہے۔ جہاں بھی مرکب موجود ہوتا ہے وہ عناصر کے موجود ہونے کی دلیل ہوتا ہے، عناصر ملے تو مرکب بنا۔ اسی طرح اگر پانی موجود ہے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہاں ہائیڈروجن اور آکسیجن موجود ہے۔ پانی کا موجود ہونا ہائیڈروجن اور آکسیجن کے وجود پر دلیل ہے۔ اسی طرح گلقند کا موجود ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی چیز ہے جو سرا

سر گل ہے اور کہیں نہ کہیں کوئی چیز ہے جو سراسر قند ہے اور جب یہ دنوں چیزیں آپس میں ملیں تو گلقند بن گئی۔ کہنے لگا ہاں بات تو یہ صحیح ہے۔ فقیر نے کہا کہ اگر غور کریں تو انسان خیر اور شر کا مجموعہ ہے۔ انسان میں خیر کا مادہ بھی ہے اور شر کا مادہ بھی ہے، یہ خیر و شر کا مجموعہ ہے۔ اب یہ مجموعہ اس بات کی دلیل ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو سراسر خیر ہو اور کہیں نہ کہیں کوئی ایسی چیز موجود ہو جو سراسر شر ہو۔ جو سراسر خیر ہے اسکو ہم فرشتے کہتے ہیں جو سراسر شر ہے اسے ہم شیطان کہتے ہیں اور جو دونوں کا مجموعہ ہے اسے انسان کہتے ہیں۔

اپنی مرضی کی زندگی:۔

انسان زندگی میں دیکھتا ہے کہ پیسے سے کام بن رہے ہیں تو جائز ناجائز طریقے سے پیسے سمیٹنے شروع کر دیتا ہے۔ یہ مال کی محبت بالکل ایسے ہی ہے جیسے کسی کو کلوروفارم سونگھا دیا جائے۔ کلوروفارم سونگھا دینے سے جیسے کوئی آدمی مدہوش ہو جاتا ہے یہ مال کی محبت انسان کو مدہوش کر دیتی ہے پھر اسے کچھ سمجھ نہیں آتا۔ مالدار آدمی کی آواز کے اندر مال پیسے کی جھنکار شامل ہوتی ہے۔ پھر وہ دیکھتا ہے کہ جائز ناجائز کام پیسے کی وجہ سے ہو جاتے ہیں اس لئے وہ مال حاصل کرنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ اسے اپنی انا کی تسکین کے لئے اپنی شہرت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ عہدے کے پیچھے پڑ جاتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس ایسی کوٹھی ہو کہ اس جیسی کوٹھی کسی کے پاس نہ ہو، بیوی ایسی اچھی ملے، Dress میرا ایسا ہونا چاہیے گاڑی میری ایسی ہونی چاہیے، انسان کے اندر اس قسم کی خواہشات جنم لیتی ہیں۔

خواہشات والی زندگی:۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا انسان ان خواہشات کی تکمیل اللہ تعالیٰ کے حکموں کے مطابق کرتا ہے یا پھر اللہ کے حکموں کو ایک طرف رکھ کر اپنی خواہشات کے پیچھے پڑ جاتا ہے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ یہ

خواہشات انسان کو بالکل اندھا کر دیتی ہیں۔ آنکھوں پر پٹی باندھ دیتی ہیں اور انسان علم کے باوجود گمراہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ (الجاثیہ:23) (کیا دیکھا آپ نے اسکو جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیا) وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ (الجاثیہ:23) (اور اللہ کے علم کے باوجود اسے گمراہ کر دیا) علم کے باوجود گمراہ ہونے کا کیا مطلب ہے۔ دیکھیں ایک آدمی سگریٹ پیتا ہے مگر سگریٹ کے نقصانات سے واقف ہوتا ہے۔ وہی بچوں کے درمیان بیٹھا نصیحت بھی کر رہا ہوتا ہے کہ بھئی ہم تو اس کام میں پڑھ گئے ہیں مجبور ہیں تم نہ پینا۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص اسکے نقصانات سے بھی واقف ہے اوروں کو بھی اس سے منع کر رہا ہے۔ بعض سگریٹ بنانے والی کمپنیاں اوپر لکھ بھی دیتی ہیں کہ سگریٹ نوشی مضر صحت ہے۔ پینے والا بھی جانتا ہے کہ وہ مضر صحت ہے لیکن اسکے باوجود اسکے اندر ایک ایسی طلب پیدا ہوتی ہے کہ وہ پھر مجبور ہو کر سگریٹ پینا شروع کر دیتا ہے۔ اسے کہتے ہیں علم کے باوجود گمراہ ہو جانا۔ انسان بعض اوقات خواہشات کے ہاتھوں ایسا مجبور ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ برا کام ہے لیکن پھر بھی کر گزرتا ہے اور یہی ایک اچھے اور برے انسان کے درمیان فرق ہوتا ہے۔

ڈسپلن والی زندگی:۔

اچھا انسان جب دیکھتا ہے کہ یہ برا کام ہے تو وہ ایسا قدم نہیں اٹھاتا۔ گو اسے برائی کی دعوت مل رہی ہو اور اگر یہ سمجھتا ہو کہ یہ قدم اٹھانا میرے لئے اچھا ہے، گو اس کے اندر سستی ہو لیکن پھر بھی اچھا قدم اٹھاتا ہے اسلئے ایک دیدہ و دانش رکھنے والا انسان اپنے اندر صبر و ضبط پیدا کرتا ہے۔ اگر کوئی انسان ڈسپلن پیدا کرنا چاہے تو سب سے پہلے یہ کام اسکی ذات سے شروع ہوتا ہے کہ وہ اپنے اندر ڈسپلن پیدا کرے ڈسپلن ایک ایسی چیز ہے کہ مغرب کی دنیا اسکے پیچھے پڑ رہی ہے کہ اس سے زندگی اچھی گزرتی ہے۔

امریکی غیر مسلم کا واقعہ:۔

مجھے ایک صاحب ملے کہنے لگے میں روزے رکھتا ہوں۔ وہ امریکن تھے میں نے کہا وہ کیوں تم تو غیر مسلم ہو تم کیسے روزے رکھتے ہو؟ کہنے لگا کہ سال میں کچھ وقت انسان پر ایسا گزرنا چاہیے کہ وہ ڈائٹنگ کرے۔ جب ہم کچھ عرصہ کے لئے Digestive System کو فارغ رکھتے ہیں تو جسم کے اندر کچھ رطوبتیں ایسی ہوتی ہیں جو کہ ختم ہو جاتی ہیں۔ بہت سی پیچیدہ قسم کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ بھوکا رہنے سے Digestive System پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور بہتر طریقے سے کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ میں نے اور میری بیوی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم سال میں ایک مہینہ اسی طرح روزہ رکھ کر ڈائٹنگ کیا کریں گے۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ سنت ہے کہ ہر مہینے ایام بیض کے تین روزے رکھیں بالخصوص وہ لوگ جو غیر شادی شدہ ہوں وہ زیادہ روزے رکھیں۔ یہ بھوکا رہنا انسان کے اندر ایک ڈسپلن اور صبر وضبط پیدا کرتا ہے۔ غیر شادی شدہ کو اس کی زیادہ تلقین کی گئی ہے تاکہ اس کی شہوانی قوت مناسب رہ سکے۔ آج کے غیر مسلم اس کے اندر مادی فائدہ دیکھ کر اس کو اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ فقیر نے سنت نبوی ﷺ میں سو سے زیادہ ایسی مثالیں سنت میں دیکھی ہیں کہ جن کو ہو بہو سائنس کی دنیا تسلیم کرتی ہے۔

سنت اور سائنس کے اختلاف کی بنیادی وجہ:۔

سنت کو جہاں سائنس نہیں مان رہی وہاں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ریسرچ ابھی مکمل نہیں ہوئی۔ جب بھی سائنس منزل پہ پہنچ گئی تو اس نے تسلیم کر لینا ہے کہ سنت ہی میں فائدہ ہے۔

سنت نبوی ﷺ کا چیلنج:۔

ہم اللہ تعالیٰ کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں زندگی گزارنے کا ایک ایسا طریقہ سمجھا دیا ہے۔ جو

دنیا میں زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ ہے اس سے بہترین طریقہ اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ فقیر کا یہ دعویٰ ہے کہ جس طریقہ سے نبی ﷺ نے کھانا کھایا اس سے بہتر کھانا کھانے کا دنیا میں اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا۔ جس طریقے سے انہوں نے پانی پیا اس سے بہتر طریقہ پانی پینے کا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ جس طرح نبی ﷺ سوئے اس سے بہتر سونے کا طریقہ دنیا میں کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ علی ہذا القیاس۔ یہ ایک دعوی ہے، فقیر نے اس دعویٰ کو Western Coumtries کے بڑے پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ میرے سردار ﷺ کی کوئی ایک سنت بتا دو۔ جس میں حکمت نہ ہو۔

کھانے کی سنتیں اور جدید سائنس:۔

کھانا کھانے میں رسول اللہ ﷺ کی سنتیں کتنی پیاری اور اچھی ہیں۔ پہلی بات کہ آپ ﷺ جب بھی کھانا کھاتے تھے تو اپنے پیٹ کا کچھ حصہ خالی رکھتے تھے۔ مطلب یہ کہ ایک تو کھانا اتنا کم کھایا کہ ڈکار نہ آئیں۔ دوسرے یہ کہ تھوڑی سی بھوک ابھی باقی ہے کھانا چھوڑ دے۔ آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ ایک کھجور انسان کے جسم میں جا کر اتنی کلوریز کر دیتی ہے کہ وہ آدمی بھوک کی وجہ سے تین دن تک نہیں مر سکتا۔ سوچیے ہم جو اتنی اتنی غذا کھاتے ہیں کہ اس کا 10% ہمارے جسم کا حصہ بنتا ہے اور 90% ایسا ہوتا ہے جو ہم Crush کر کے خارج کر دیتے ہیں۔ یعنی ہم عادت کے لحاظ سے پیٹ تو بھر رہے ہوتے ہیں۔ مگر جسم اس کو Crush کر کے خارج کر دیتا ہے۔ پوری غذا کا دسواں حصہ ہمارے جسم کا حصہ بنتا ہے۔ تو ہم نے اپنے معدے کو خوب بھر لیا جس کی وجہ سے بعض دفعہ فلاں بیماری، فلاں بیماری، گیس کی تکلیف، پیٹ کا بڑھنا یہ ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ نبی ﷺ جب کھاتے تھے تو پہلا اصول کہ جتنی بھوک ہوتی تھی اس سے ذرا کم کھاتے تھے۔ دوسری بات ایک وقت میں ایک کھانا کھاتے تھے۔ دو کھانوں کو ملا کر نہیں کھاتے تھے۔ ہم تو ایک ایک دسترخوان پر چار چار پانچ پانچ کھانوں کو ملا کر کھاتے

ہیں۔میں کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ جتنی مرغن غذائیں ہم نے تیار کی ہوئی ہوتی ہیں آپ ان میں سے تھوڑا تھوڑا لے کر ایک برتن میں ڈال دیں تو دیکھیں کیا بنتا ہے اس کو دیکھنے کو بھی دل نہیں چاہے گا۔

پینے کی سنتیں اور جدید سائنس:۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پینے کی سنت کیا ہے؟ آپ مستقل کھانا کھاتے تھے اور مستقل پانی پیتے تھے۔ مثلاً فرض کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا کھایا ہے تو مستقل علیحدہ پانی پیتے تھے۔ آج کی سائنس کہتی ہے کہ مستقل پانی پیئے تو اثرات جسم پر مختلف پڑتے ہیں اور اگر کھانے کے ساتھ ملا کر پانی پیئے تو اس کے اثرات جسم پر مختلف پڑتے ہیں۔ دیکھئے صرف کھانے پینے کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں کتنی اچھی ہیں۔

سرکہ اور جدید سائنس:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں سرکہ استعمال فرماتے تھے۔ آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ سرکے کے استعمال سے انسان کا ہاضمہ بہتر ہو جاتا ہے۔ حیران ہوتے ہیں کہ ایک ایک سنت کے کس قدر فائدے ہیں۔

لقمہ زیادہ چبانا اور جدید سائنس:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اچھی طرح چبا چبا کر کھاتے تھے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ ہم جس لقمے کو کھاتے ہیں تو چار پانچ دفعہ چبا کر نگل لیتے ہیں۔ اگر لقمے کو اس سے بھی زیادہ چبا لیا جائے تو معدے کا بوجھ کم ہو جاتا ہے۔ یہ کتنی سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ ایک آدمی لقمے کو منہ میں ہی اچھی طرح چبا لے گا تو معدے کو کم کام کرنا پڑے گا۔

کم چبانا اور ڈاکٹروں کی تحقیق:

کم چبانے والے لوگوں کے دانت عام طور پر زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دانتوں کی Exercise ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کوئی ایک طرف سے کھانے کا عادی ہو تو اس کے دوسری طرف

کے دانت خراب ہو جاتے ہیں۔اس لئے ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ کبھی ایک طرف سے چبا کر کھاؤ کبھی دوسری طرف کے دانتوں سے چبا کر کھاؤ تا کہ تمہارے باقی سب دانتوں کی مشق ہوتی رہے۔اب بتائیے ایک سنت پر عمل کرنے کے کتنے فائدے آج سمجھ آ رہے ہیں۔

سونے کی سنتیں اور جدید سائنس:

نبی اکرم ﷺ دائیں طرف سویا کرتے تھے،آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ بائیں کروٹ سونے سے بہت گہری نینداورڈراؤنے خواب آتے ہیں۔جبکہ دائیں کروٹ سونے والے کو گہری نیند تو آتی ہے مگر نیند جلد پوری ہو جاتی ہے۔یعنی وہ جلدی اٹھ بھی جاتا ہے اور طبیعت تر و تازہ ہو جاتی ہے۔

ڈراؤنے خواب کیوں آتے ہیں؟

ایک نئی تحقیق کے متعلق میں پڑھ رہا تھا کہ بائیں طرف سونے والوں کو ڈراؤنے خواب زیادہ آتے ہیں اور اسکی دلیل یہ دی ہوئی تھی کہ دل بائیں طرف ہے انسان کی بعض آنتیں دل کے اوپر پڑتی ہیں اور دل پر فزیکل پریشر پڑتا ہے۔اور جب دل کے اوپر پریشر ہوتا ہے تو پھر انسان کو ڈراؤنے خواب نظر آتے ہیں جیسے کسی نے دل کو پکڑا ہوا ہوتا ہے اور جکڑا ہوا ہوتا ہے۔دیکھئے یہ دائیں طرف سونے کی حکمتیں تھیں۔اس لئے نبی ﷺ دائیں طرف سویا کرتے تھے۔

وضو کی حکمتیں اور موتیا بند کا علاج:۔

نبی اکرم ﷺ جب صبح اٹھتے تو وضو کیا کرتے تھے۔آج سائنس کی دنیا کہتی ہے کہ آنکھوں کے موتیا بند کا بنیادی علاج یہ ہے کہ انسان صبح صبح آنکھوں کے اندر پانی کے چھینٹے مارے۔جو آدمی تہجد کے لئے اٹھے اور وضو کرے تو آنکھ پر بھی اچھی طرح چھینٹے لگا لے۔موتیا بند کا علاج ہو گیا۔سبحان اللہ۔

کان اور ڈش انٹینا:۔

اللہ تعالٰی نے ہمارے کان کا ڈیزائن ایسے بنایا جیسے کہ ڈش انٹینا ہو۔ چنانچہ کان کی تحقیق پر ایک مستشرق سائنس دان سوچتا رہا، سوچتا رہا۔ بالآخر اس نے اپنی کتاب میں لکھا کہ اے کان کے پیدا کرنے والے تو خود کیسے بہرا ہوسکتا ہے، یعنی جس نے کان کو پیدا کر دیا جو سننے کے لئے اتنا بہترین آلہ ہے وہ خود کیسے بہرا ہوسکتا ہے وہ خود بھی تو سننے والا ہوگا۔

واشنگٹن کا ڈاکٹر اور نماز کا قائل:۔

ایک دفعہ واشنگٹن میں ایک ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی۔ وہ کہتا تھا میرا دل کرتا ہے کہ سارے ملک میں نماز کو لاگو کردوں ۔فقیر نے کہا وہ کیوں؟ کہنے لگا اس کے اندر اتنی حکمت ہے کہ کوئی حد نہیں ۔ وہ جلد کا سپیشلسٹ تھا کہنے لگا اس کی حکمت آپ تو (انجینئر ہیں) سمجھ لیں گے۔فقیر نے کہا اچھا جی بتائیں۔ کہنے لگا کہ اگر انسان کے جسم کو مادی نظر سے دیکھا جائے تو انسان کا دل پمپ کی مانند ہے ۔اس کا In put بھی ہے اور Out put بھی ہے۔سارے جسم میں تازہ خون جا رہا ہوتا ہے اور دوسرا واپس آ رہا ہوتا ہے۔اس نے کہا کہ جب انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے تو جسم کے جو حصے نیچے ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً زیادہ ہوتا ہے اور جو حصے اوپر ہوتے ہیں ان میں پریشر نسبتاً کم ہوتا ہے۔مثلاً تین منزلہ بلڈنگ ہو اور نیچے پمپ لگا ہوا ہو تو نیچے پانی زیادہ ہوگا اور دوسری منزل پر بھی کچھ پانی پہنچ جائے گا جبکہ تیسری پر بالکل نہیں پہنچے گا۔ حالانکہ وہی پمپ ہے لیکن نیچے پورا پانی دے رہا ہے اس سے اوپر والی منزل میں کچھ پانی دے رہا ہے اور سب سے اوپر والی منزل میں بالکل پانی نہیں جا رہا۔اس مثال کو اگر سامنے رکھتے ہوئے سوچیں تو انسان کا دل خون کو پمپ کر رہا ہوتا ہے اور یہ خون نیچے کے اعضاء میں تو بالکل پہنچ رہا ہوتا ہے لیکن اوپر کے اعضا میں اتنا نہیں پہنچ رہا ہوتا۔ جب کوئی ایسی صورت آتی ہے کہ

انسان کا سر نیچے ہوتا ہے اور دل اوپر ہوتا ہے تو خون سر کے اندر بھی اچھی طرح ہو کر پہنچتا ہے۔ مثلاً جب انسان نماز کے سجدے میں جاتا ہے تو محسوس ہوتا ہے جیسے پورے جسم میں گویا خون بھر گیا ہے۔ آدمی سجدہ تھوڑا سا لمبا کر لے تو محسوس ہوتا ہے کہ چہرے کی جو باریک باریک شریانیں ہیں ان میں بھی خون پہنچ گیا۔ تو وہ کہنے لگا کہ عام طور پر انسان بیٹھا ہوتا ہے یا کھڑا ہوتا ہے یا لیٹا ہوتا ہے۔ بیٹھے کھڑے لیٹے میں انسان کا دل نیچے ہی ہوتا ہے اور سر اوپر ہوتا ہے ایک ہی ایسی صورت ہے کہ نماز میں جب انسان سجدے میں جاتا ہے تو اس کا دل اوپر ہوتا ہے اور سر نیچے ہوتا ہے۔ لہٰذا خون اچھی طرح چہرے کی جلد میں پہنچ جاتا ہے۔

دائمی خوبصورتی کا راز:۔

نماز پڑھنے والے آدمی کے چہرے پر تازگی رہتی ہے۔ کیونکہ نماز اور سجدے کی وجہ سے اس کی تمام شریانوں میں خون پہنچتا رہتا ہے اور جو نماز نہیں پڑھتے۔ ان کے چہرے پر ایک افسردگی سی چھائی ہوتی ہے۔ اسی لئے حدیث میں کہا گیا ہے جو نماز پڑھتا ہے اس کے چہرے پر نور ہوتا ہے۔

عورتوں کو نماز پڑھنے کا مشورہ:۔

وہ ڈاکٹر کہنے لگا کہ یقین جانیں عورتوں کو اگر پتہ چل جائے کہ نماز میں لمبے سجدے کی وجہ سے چہرہ کس قدر تروتازہ اور خوبصورت ہو جاتا ہے تو وہ سجدے سے سر ہی نہ اٹھائیں۔

مسواک کی سنت:۔

آج کی سائنسی تحقیق یہ بتاتی ہے کہ انسان جو چیزیں کھاتا ہے تو منہ کے اندر پلازما پیدا ہو جاتا ہے۔ اب یہ پلازما صرف کلی کرنے سے صاف نہیں ہوتا۔ مسواک کرنا یا برش کرنا ضروری ہے۔ سونے کی حالت میں دانت زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب انسان سو جاتا ہے تو اس کا منہ بالکل بند ہوتا ہے

اور بند منہ کے اندر جراثیم کے لئے تباہی پھیلانا بہت آسان ہوتا ہے۔ دن کے وقت کبھی بندہ بول رہا ہے تو زبان چل رہی ہے کبھی کھا رہا ہے کبھی پی رہا ہے، دن کے وقت حرکت کرنے کی وجہ سے پلازمے کو کام کرنے کا موقعہ نہیں ملتا اور رات کے وقت جب منہ بند ہوتا ہے تو کام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس لئے رات کے وقت دانت زیادہ خراب ہوتے ہیں۔ صبح ٹوتھ پیسٹ کریں یا نہ کریں مرضی لیکن رات کو سوتے ہوئے ضرور کرنی چاہیے۔

نبی ﷺ کی سنتیں اور دانت:۔

الحمدللہ ہمارے نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے کہ رات کو وضو کے ساتھ سوتے تھے اور وضو بغیر مسواک کے نہیں کیا کرتے تھے۔ جب بھی انسان کھانا کھائے گا اور کھانا کھا کر وضو کرے گا مسواک کرے گا۔ الحمدللہ نقصان سے بچے گا بلکہ نبی اکرم ﷺ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تھے اور کھانے کے بعد کلی کرتے تھے۔ آج لوگ کھانا کھا کر اسی طرح اٹھ کر چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کے منہ کے اندر میٹھی چیز کھانے کے اثرات کافی دیر تک رہتے ہیں۔ اگر اسی وقت کلی کرنے کی عادت پڑ جائے تو کتنا فائدہ ہو جائے۔ اور پھر دن میں پانچ دفعہ وضو کرتا ہے تو مستقل منہ صاف رہتا ہے۔

فرانس کے سرجن کا واقعہ:۔

تبلیغی جماعت کے ایک دوست فرانس گئے۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہاں میں وضو کر رہا تھا تو ایک آدمی کھڑا غور سے دیکھ رہا تھا۔ میں نے محسوس تو کیا لیکن خیر میں وضو کرتا رہا۔ جب میں نے وضو مکمل کیا تو اس نے مجھے بلا کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ مسلمان ہوں۔ کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا پاکستان سے۔ کہنے لگا کہ پاکستان میں کتنے پاگل خانے ہیں؟ بڑا عجیب سا سوال تھا میں نے کہا کہ دو ہیں یا چار۔ مجھے تو پتہ ہی نہیں وہ کہنے لگا ?You do not know میں نے کہا میں تو نہیں جانتا۔

کہنے لگا کہ یہ ابھی آپ نے کیا کیا؟ میں نے کہا وضو کیا۔ کہنے لگا روزانہ کرتے ہیں؟ میں نے کہا ایک دن رات میں پانچ دفعہ کرتے ہیں وہ کہنے لگا۔

Oh i see میں نے جب اس سے پوچھا بھئی آپ کا کیا مطلب ہے؟ وہ کہنے لگا میں یہاں پاگل لوگوں کے ہسپتال میں سرجن ہوں۔ میں تحقیق کرتا رہتا ہوں کہ لوگ پاگل کیوں ہوتے ہیں؟ میری تحقیق یہ ہے کہ انسان کے دماغ کے سگنل پورے جسم کے اندر جاتے ہیں تو ہمارے جسم کے اعضا کام کرتے ہیں۔ اس دماغ سے چند باریک باریک رگیں ہماری گردن کی پشت سے پورے جسم کو جارہی ہیں۔ میں نے ریسرچ کی ہے کہ اگر بال بہت بڑھا دیئے جائیں اور اس گردن کے پچھلے حصے کو بہت خشک رکھا جائے تو رگوں کے اندر کئی دفعہ خشکی پیدا ہو جاتی ہے۔ رگیں کھچتی ہیں تو کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کا دماغ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹرز نے سوچا کہ اس جگہ کو دن میں چار دفعہ تر رکھنا چاہیے۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے ہاتھ منہ تو دھویا ہی ہے لیکن یہاں گردن کی پچھلی طرف بھی آپ نے کچھ کیا۔ اس لئے آپ لوگ کیسے پاگل ہو سکتے ہیں۔

سوچنے کی باتیں:۔

اب سوچئے کہ ایک ڈاکٹر کی ساری عمر کی ریسرچ ایک مستحب پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اگر مستحب کی حکمتیں اتنی ہیں تو پھر فرائض واجبات اور سنتوں میں کیا کیا حکمتیں ہوں گی۔

ذاتی واقعہ اور سنت کے فوائد:۔

میری ایک دفعہ میٹنگ تھی جس میں امریکن کمپنی کے تین ڈائریکٹرز اور جنرل مینجر وغیرہ تھے۔ ہم ایک Table پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ فقیر نے دیکھا کہ وہ امریکن حضرات بھی ہاتھ سے کھانا کھا رہے ہیں۔ حالانکہ چھری کانٹے ایک طرف رکھے ہوئے تھے۔ فقیر بہت حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ نے یہ

چھری کانٹے استعمال نہیں کئے۔تو انہوں نے کہا کہ ہمیں ہاتھوں سے کھانا کھانا پسند ہے۔آج پہلی دفعہ چٹی چمڑی والوں کو دیکھا کہ یہ چھری کانٹے کو چھوڑ کر اس طرح انگلیوں سے کھا رہے ہیں۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو انہوں نے باقاعدہ ساری انگلیوں کو باری باری منہ میں لے کر صاف کیا۔فقیر نے ان سے سوال کیا Why you did this? تو وہ کہنے لگے کہ یہ نئی تحقیق ہے کہ جب انسان انگلیوں سے کھانا کھاتا ہے تو ان کے مسام سے پلازما خارج ہوتا ہے جس کو مائیکروسکوپ کی آنکھ سے دیکھا جا سکتا ہے۔ اور یہ پلازما کھانے کے ساتھ انسان کے منہ میں جاتا ہے اور ہاضمہ میں کام آتا ہے۔کہنے لگے کہ اب ہم چھری کانٹوں کی بجائے انگلیوں سے کھانا پسند کرتے ہیں۔

کامیاب زندگی:۔

دنیا جہاں بھی جائے گی انہیں ایک نہ ایک دن میرے سردار ﷺ کے در دولت پر آنا ہوگا۔اس دنیا کو ایک نہ ایک دن پریشان ہو کر در مصطفیٰ ﷺ پر آنا پڑے گا۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسلمان ہونے کی اور سنت پر عمل کرنے کی نعمت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آگے بڑھنے اور پوری زندگی سنت کے مطابق گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان او ست بحر و برَ در گوشہ دامان او ست

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن